الغلو ومظاهره

اعداد:

عبدالہادی عبدالخالق مدنی

کاشانۂ خلیق، اٹوا بازار، سدھارتھ نگر، یوپی

داعی احساء اسلامک سینٹر، سعودی عرب

فہرست مضامین

مقدمہ

الحمد لله و الصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد:

اللہ تعالیٰ نے امت محمدیہ کو "خیر امت" اور "امت وسط" بنایا ہے۔ دین اسلام وسطیت و میانہ روی اور اعتدال و توازن کا حامل ہے۔ یہ مذہب گمراہی کے دونوں سرے غلو اور تقصیر سے محفوظ ہے۔

انسان کے ازلی دشمن شیطان کی ہمیشہ یہ خواہش ہوتی ہے کہ وہ انسان کو کسی نہ کسی گمراہی میں مبتلا کر دے۔ یا تو انسان کو دین پسندی و دینداری سے دور کر کے تفریط و تقصیر کا شکار بنا دے۔ یا دینداری کے جذبات کا ناروا استعمال کر کے اسے افراط اور غلو میں مبتلا کر دے۔

واضح رہے کہ تفریط و تقصیر کے مقابلے میں افراط اور غلو زیادہ خطرناک ہے۔ کیونکہ افراط و تقصیر میں عموماً غلطی کا احساس ہوتا ہے اور اس لئے توبہ کی بھی توقع ہوتی ہے۔ اس کے برخلاف غلو میں مبتلا شخص اپنے کو برحق سمجھتا ہے۔ بزعم خود اپنی دینداری میں مست اور مگن ہوتا ہے۔ جب کہ درحقیقت راہ حق اور صراط مستقیم سے وہ دور جاچکا ہوتا ہے۔ کیونکہ صراط مستقیم ہر افراط و تفریط سے پاک ہے۔ قرآن مجید، سنت

صحیحہ اور سلف صالحین کی روش ہر غلو سے روکتی ہے۔

زیر نظر کتاب "غلو کے کرشمے" دراصل ایک تقریر ہے جو احساء اسلامک سینٹر ہفوف کے لیکچر ہال میں 20/جمادی الثانی 1428ھ مطابق 5/جولائی 2007ء بروز جمعرات کو کی گئی۔ اس کے اندر غلو کے مفہوم، اس کی تاریخ، اس کے اسباب اور اس سے بچنے کے وسائل پر گفتگو کی گئی ہے۔ اس کی اہمیت وافادیت کو سامنے رکھتے ہوئے اسے کتابی شکل دے دی گئی۔ نیز نظر ثانی کر کے مناسب ترمیم اور ضروری حذف واضافے بھی کئے گئے۔

اللہ تعالی سے دعا ہے کہ اسے ہر خاص وعام کیلئے نافع بنائے۔اس کے مرتب اور اس کی نشر واشاعت میں معاون ہر فرد کو جزائے خیر سے نوازے۔ آمین۔

عبد الہادی عبد الخالق مدنی

کاشانۂ خلیق۔اٹوابازار۔ سدھارتھ نگر۔ یوپی

داعی احساء اسلامک سینٹر ہفوف، سعودی عرب

2010ء
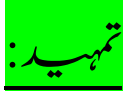
بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله، والصلاة والسلام على رسول الله، أما بعد:

سنہ ۱۰ھ کی بات ہے۔ نبی ﷺ اپنے صحابہ کے ساتھ اپنی زندگی کا آخری حج ادا فرما رہے ہیں۔ میدان عرفات میں وقوف کر چکے ہیں۔ مزدلفہ میں رات بھی گذار چکے ہیں۔ ذوالحجہ کی دس تاریخ ہے۔ صبح کا وقت ہے۔ جمرۂ عقبہ کو کنکری مارنے کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ نبی ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار ہیں۔ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کو بلاتے ہیں۔ فرماتے ہیں: «میرے لئے سات کنکریاں چن کر لاؤ»۔ آپ چنے کے دانے کے برابر سات کنکریاں لا کر دیتے ہیں۔ نبی ﷺ وہ کنکریاں دکھاتے ہوئے لوگوں سے فرماتے ہیں: «ان جیسی کنکریوں سے رمی کرو»۔ نیز فرماتے ہیں: «اے لوگو! دین میں غلو سے بچو، کیونکہ تم سے پہلے کی امتوں کو دین میں غلو نے ہی تباہ و برباد کر دیا»۔

«إياكم والغلو في الدين فإنما هلك من كان قبلكم بالغلو في الدين».

اس حدیث کو امام احمد نے اپنی مسند میں، اور امام نسائی نے اپنی سنن صغری اور کبری میں، اور امام ابن ماجہ نے اپنی سنن میں، اور امام ابن حبان اور امام ابن خزیمہ نے اپنی اپنی صحیح میں روایت کیا ہے۔ امام حاکم نے مستدرک میں یہ حدیث روایت کرنے کے بعد اسے بخاری ومسلم کی شرط کے مطابق صحیح قرار دیا ہے، اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔ نیز امام نووی نے المجموع میں، اور امام ابن تیمیہ نے اقتضاء الصراط المستقیم میں، اور علامہ البانی نے السلسلہ الصحیحہ کے اندر اسے صحیح قرار دیا ہے۔

یہ نہایت عظیم حدیث ہے۔ یہ دین کا ایک جامع اصول ہے۔ یہ حدیث ایک مسلمان کو ہر قسم کے غلو سے روکتی ہے، خواہ وہ عقیدہ کا غلو ہو یا عمل کا۔ آیئے آج کی مجلس میں یہی معلوم کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ غلو کیا چیز ہے؟ غلو کی تاریخ کیا ہے؟ غلو کے اسباب کیا ہیں؟ غلو نے کیا کیا گل

کھلائے؟اور شریعت کی نظر میں غلو کی کیا حیثیت ہے؟اور غلو سے بچنے کے کیا وسائل وذرائع ہیں؟؟

غلو کا مفہوم:

غلو عربی زبان کا لفظ ہے۔ غلو کا معنی ہے حد سے آگے نکل جانا، حد سے تجاوز کر جانا۔ استحقاق سے زیادہ تعریف یا مذمت کرنا۔ یعنی کسی چیز کی اتنی زیادہ تعریف کرنا جتنے کی وہ مستحق نہیں، یا کسی چیز کی اتنی زیادہ برائی کرنا جتنے کی وہ مستحق نہیں۔ مثال کے طور پر نصرانیوں نے عیسی علیہ السلام کی تعریف میں اس قدر غلو کیا کہ انھیں اللہ کا بیٹا قرار دے دیا۔ چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے۔

﴿يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لَا تَغۡلُواْ فِي دِينِكُمۡ وَلَا تَقُولُواْ عَلَى ٱللَّهِ إِلَّا ٱلۡحَقَّۚ إِنَّمَا ٱلۡمَسِيحُ عِيسَى ٱبۡنُ مَرۡيَمَ رَسُولُ ٱللَّهِ وَكَلِمَتُهُۥٓ أَلۡقَىٰهَآ إِلَىٰ مَرۡيَمَ وَرُوحٞ مِّنۡهُۖ فَـَٔامِنُواْ بِٱللَّهِ وَرُسُلِهِۦۖ وَلَا تَقُولُواْ ثَلَٰثَةٌۚ ٱنتَهُواْ خَيۡرٗا لَّكُمۡۚ إِنَّمَا ٱللَّهُ إِلَٰهٞ وَٰحِدٞۖ سُبۡحَٰنَهُۥٓ أَن يَكُونَ لَهُۥ وَلَدٞۘ لَّهُۥ مَا فِي ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَمَا فِي ٱلۡأَرۡضِۗ وَكَفَىٰ بِٱللَّهِ وَكِيلٗا ١٧١﴾ النساء: ١٧١

(اے اہل کتاب! اپنے دین کے بارے میں حد سے نہ گذر جاؤ، اور اللہ پر بجز حق کے اور کچھ نہ کہو، مسیح عیسی بن مریم (علیہ السلام) تو صرف اللہ تعالی کے رسول اور اس کے کلمہ (کن سے پیدا شدہ) ہیں، جسے مریم (علیہا السلام) کی طرف ڈال دیا تھا اور اس کے پاس کی روح ہیں، اس لئے تم اللہ کو اور اس کے سب رسولوں کو مانو، اور نہ کہو کہ اللہ تین ہیں، اس سے باز آجاؤ کہ تمھارے لئے بہتری ہے، اللہ عبادت کے لائق تو صرف ایک ہی ہے، اور وہ اس سے پاک ہے کہ اس کی اولاد ہو، اسی کے لئے ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے۔اور اللہ کافی ہے کام بنانے والا)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿قُلۡ يَٰٓأَهۡلَ ٱلۡكِتَٰبِ لَا تَغۡلُواْ فِي دِينِكُمۡ غَيۡرَ ٱلۡحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوٓاْ أَهۡوَآءَ قَوۡمٖ قَدۡ ضَلُّواْ مِن قَبۡلُ وَأَضَلُّواْ كَثِيرٗا وَضَلُّواْ عَن سَوَآءِ ٱلسَّبِيلِ ٧٧﴾ المائدة: ۷۷

(کہہ دیجئے اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق غلو اور زیادتی نہ کرو، اور ان لوگوں کی نفسانی خواہشوں کی پیروی نہ کرو جو پہلے سے بہک چکے ہیں، اور بہتوں کو بہکا بھی چکے ہیں، اور سیدھی راہ سے ہٹ گئے ہیں)۔

نبی ﷺ نے بھی صلیب پرست نصرانیوں کے اسی غلو کے پیش نظر اپنے بارے میں اپنی امت کو متنبہ فرمایا:

عَنْ ابْنِ عَبَّاسٍ رضي الله عنه سَمِعَ عُمَرَ رضي الله عنه يَقُولُ عَلَى الْمِنْبَرِ، سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقُولُ: «لا تُطْرُونِي كَمَا أَطْرَتِ النَّصَارَى ابْنَ مَرْيَمَ، فَإِنَّمَا أَنَا عَبْدُهُ، فَقُولُوا عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ». (رواه البخاري)

عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ انھوں نے عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو منبر پر کہتے ہوئے سنا کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے سنا ہے: ‹‹تم میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرنا جس طرح نصرانیوں نے عیسی بن مریم علیہ السلام کے بارے میں کیا ہے، میں فقط اللہ کا بندہ ہوں لہذا مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہو››۔(بخاری)

نیز ارشاد ہے: عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بن مسعود رضي الله عنه قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ هَلَكَ الْمُتَنَطِّعُونَ، قَالَهَا ثَلَاثًا. (رواه مسلم)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ نے ارشاد فرمایا: ‹‹اپنے قول و فعل میں حدود سے تجاوز کرنے والے ہلاک و برباد

ہو گئے»۔ آپ ﷺ نے اسے تین بار دہرایا۔ (مسلم)

غلو وہ خطرناک چیز ہے جو صراط مستقیم سے انحراف کی سب سے بڑی وجہ ہے۔ نصرانیت کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ عیسی علیہ السلام توحید خالص لے کر کے آئے تھے جو ہر طرح کے کفر وشرک کی آمیزش سے پاک تھا، لیکن جب ان کے ماننے والوں نے ان کی ذات میں غلو کرنا شروع کیا تو دھیرے دھیرے عیسی علیہ السلام کے لائے ہوئے دین کی شکل ایسی بگڑ گئی کہ ہندستان کی بت پرستی، یونان کی فلسفیانہ موشگافی، اور یہودیوں کی باطل پرستی کا ملغوبہ بن کر آسمانی دین کے بجائے خود ساختہ آراء وافکار کا چوں چوں کا مربہ تیار ہو گیا۔ آج نصرانیت کو دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل ہو گیا ہے کہ اس دین کی ابتدا توحید خالص سے ہوئی تھی۔

غلو کی تاریخ

انسانی تاریخ میں سب سے پہلی گمراہی غلو کے راستہ سے آئی۔

قرآن کریم میں سورۂ نوح کے اندر قوم نوح کے جن معبودوں کا تذکرہ آیا ہے یعنی ود، سواع، یغوث، یعوق، نسر۔ صحیح بخاری میں عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ یہ ان کی قوم کے اولیاء وصالحین اور بزرگوں کے نام ہیں۔ ان کی وفات کے بعد شیطان ان کی قوم کے پاس آیا اور ان کی تصویریں بنا کر گھروں، دکانوں اور مجلسوں میں رکھنے کی ترغیب دی۔ چنانچہ ان لوگوں نے ایسا کیا، پھر جب یہ نسل ختم ہوگئی اور علم اٹھ گیا، تو شیطان بعد والوں کے پاس آیا، اور اس نے کہا کہ تمھارے آباء واجداد ان بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے، چنانچہ ان کی عبادت شروع ہوگئی۔

نوح علیہ السلام اس روئے زمین پر اللہ کے پہلے رسول تھے اور ان کی قوم میں گمراہی غلو کے راستے سے آئی۔ محمد ﷺ اس روئے زمین پر اللہ کے آخری رسول تھے اور آپ سے ماقبل کے رسول عیسی علیہ السلام کی قوم

میں بھی گمراہی غلو کے راستہ سے آئی۔ چنانچہ اللہ تعالی نے خصوصی طور پر اہل کتاب کو مخاطب کرکے فرمایا کہ اے اہل کتاب اپنے دین میں غلو نہ کرو جیساکہ آیت گذر چکی ہے۔اپنے آپ کو عیسائی کہنے والوں نے عیسی علیہ السلام کی ذات میں اس قدر غلو کیا کہ آپ کو مقام رسالت سے اٹھا کر مقام الوہیت پر فائز کر دیا،اور اتنا ہی نہیں بلکہ انھوں نے اپنے علماءاور درویشوں کو اللہ کے سوا رب بنالیا، جیسا کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ ٱتَّخَذُوٓاْ أَحۡبَارَهُمۡ وَرُهۡبَٰنَهُمۡ أَرۡبَابٗا مِّن دُونِ ٱللَّهِ ﴾ التوبۃ: ۳۱ (ان لوگوں نے اللہ کو چھوڑ کر اپنے عالموں اور درویشوں کو رب بنالیا)

اس آیت کی تفسیر عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ کی اس حدیث سے ہوتی ہے جو سنن ترمذی میں مروی ہےاور علامہ البانی نے اسے صحیح قرار دیاہے۔جب عدی بن حاتم رضی اللہ عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ آیت پڑھتے ہوئے سنی تو عرض کیا: اے اللہ کے رسول ! یہود ونصاری نے اپنے عالموں اور درویشوں کی عبادت تو نہیں کی، تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: کیا ایسی بات نہیں

کہ اگر تمھارے علماء کوئی چیز حلال کردیتے تھے تو تم اسے حلال مان لیتے تھے،اور اگر کوئی چیز حرام کردیتے تھے تو تم اسے حرام مان لیتے تھے؟فرمایا: ایسا تو تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا: یہی ان کی عبادت تھی۔

افسوس کہ امت مسلمہ کے بعض لوگوں میں بھی غلو کی بیماری در آئی ہے،اور ان لوگوں نے بھی محمد ﷺ کو مقام رسالت سے اٹھاکر مقام الوہیت پر فائز کردیا ہے، جیسا کہ آگے بیان آئے گا۔ اور بعض لوگوں نے علمائے دین کو شارح کے مقام سے اٹھاکر شارع کے مقام پر رکھ دیا ہے۔ علماء کے آراء واقوال کو کتاب وسنت کے واضح نصوص پر فوقیت دینے لگ گئے۔ فاللہ المستعان۔

غلو کے اسباب

غلو یوں ہی نہیں پیدا ہوتا بلکہ اس کے پیچھے چند اسباب ہوتے ہیں۔

آیئے ان اسباب کا جائزہ لیتے ہیں۔

غلو کا پہلا سبب: جہالت اور صحیح دین سے ناواقفیت

دراصل جہالت اور صحیح دین سے ناواقفیت ہر طرح کے غلو اور بدعت پیدا ہونے کا عظیم باعث ہے۔ دین سے ناواقفیت کی کئی شکلیں ہیں۔ ایک شکل تو یہ ہے کہ مقاصد شریعت کا فہم حاصل نہ ہو۔ مثلاً اللہ کا ارشاد ہے: ﴿يُرِيدُ ٱللَّهُ بِكُمُ ٱلْيُسْرَ وَلَا يُرِيدُ بِكُمُ ٱلْعُسْرَ﴾ البقرة: ١٨٥ (اللہ تعالی تمھارے ساتھ آسانی چاہتا ہے، تمھارے ساتھ سختی نہیں چاہتا ہے)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿وَمَا جَعَلَ عَلَيْكُمْ فِى ٱلدِّينِ مِنْ حَرَجٍ﴾ الحج: ٧٨ (اور اس نے تم پر دین کے معاملہ میں کوئی تنگی نہیں ڈالی)۔

جو لوگ اس آسانی اور رفع حرج کو نہیں سمجھتے وہ اپنے آپ کو ایسی

سختیوں میں مبتلا کر لیتے ہیں جو شریعت نہیں چاہتی۔ مثلاً پوری پوری رات صلاۃ پڑھنا، ہر دن لگاتار صوم رکھنا۔ وغیرہ

دین سے ناواقفیت کی دوسری شکل یہ ہے کہ شریعت کے متعین کردہ حدود سے ناواقفیت ہو، چنانچہ ایسا شخص بہ آسانی ان حدود کو پار کر جاتا ہے۔ جن لوگوں کو واجب و مستحب اور مکروہ و حرام کی تمیز نہیں ہوتی وہ غیر واجب کو واجب اور جائز کو حرام کر لیتے ہیں۔ مثال کے طور پر بہت سے نادان ٹوپی یا پگڑی کو مستحب یا واجب سمجھتے ہیں، اور ٹوپی نہ ہونے کی وجہ سے صلاۃ تک چھوڑ دیتے ہیں، کیونکہ ننگے سر صلاۃ پڑھنے کو حرام سمجھتے ہیں۔

دین سے ناواقفیت کی تیسری شکل یہ ہے کہ کسی مسئلہ سے متعلق تمام نصوص کو اکٹھا کئے بغیر چند ایک نصوص کے ذریعہ کوئی رائے قائم کر لینا۔ مثلا صحیح بخاری میں ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو زکاۃ رمضان کی حفاظت پر مامور فرمایا تھا۔ رات میں ایک شخص آیا اور غلہ بھر کے لے جانے لگا، ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا اور نبی

ﷺ تک اس کا معاملہ پہنچانے کی دھمکی دی۔ وہ رونے گڑگڑانے لگا اور اپنی ضرورت اور محتاجی بیان کرنے لگا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اس پر ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو نبی ﷺ نے پوچھا: «رات تمھارے قیدی نے کیا کیا؟» ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اے اللہ کے رسول! اس نے اپنی غربت و محتاجی بیان کی، میں نے ترس کھا کے چھوڑ دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «وہ جھوٹا ہے پھر پلٹ کے آئے گا»۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مجھے یقین ہو گیا کہ وہ ضرور پلٹ کے آئے گا، اس لئے میں اس کی تاک میں بیٹھ گیا۔ دوسری رات وہ پھر آکر غلہ بھرنے لگا۔ میں نے اسے پکڑ لیا اور نبی ﷺ تک اس کا معاملہ پہنچانے کی دھمکی دی۔ وہ رونے گڑگڑانے لگا اور اپنی اور اپنے بچوں کی پریشانی بیان کرنے لگا۔ پھر میں نے اس پر ترس کھا کر اسے چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو نبی ﷺ نے پھر پوچھا: «ابوہریرہ! گذشتہ رات تمھارے قیدی نے کیا کیا؟» ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے سارا ماجرا بیان کیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: «وہ جھوٹا ہے پھر پلٹ کے آئے گا»۔ چنانچہ تیسری رات وہ پھر پلٹ

کے آیا اور اپنی حرکت دہرائی۔ جب پکڑا گیا تو پھر رونا دھونا شروع کیا۔ ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا: یہ تیسری بار ہے، اب میں تجھے نہیں چھوڑ سکتا۔ اس نے کہا: مجھے چھوڑ دیجئے میں آپ کو ایک ایسی بات سکھاؤں گا جس سے اللہ آپ کو نفع دے گا۔ جب آپ سونے کے لئے اپنے بستر پر جائیں تو آیۃ الکرسی پڑھ لیں، آپ کی حفاظت کے لئے اللہ کی جانب سے ایک نگہبان متعین ہو جائے گا، اور صبح ہونے تک شیطان آپ کے قریب نہ آئے گا۔ صحابہ خیر کے بڑے حریص تھے چنانچہ اسے پھر چھوڑ دیا۔ صبح ہوئی تو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دریافت کرنے پر پورا واقعہ بتایا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ‹‹وہ بہت بڑا جھوٹا ہے لیکن اس نے تم سے سچ کہا۔ وہ شیطان تھا››۔

یہ صحیح بخاری کی حدیث ہے جسے ہم نے معمولی اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے۔ بعض اہل بدعت یہ حدیث ذکر کرکے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا عالم الغیب ہونا ثابت کرتے ہیں۔ مسئلۂ عالم الغیب سے متعلق قرآن کریم کی متعدد صاف اور صریح آیات نیز نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی متعدد صاف اور صریح احادیث کو

چھوڑ کر صرف ایک حدیث کے ذریعہ جب کہ وہ بھی اس مسئلہ میں واضح نہیں ہے نبی ﷺ کے عالم الغیب ہونے کا دعویٰ کر دینا دین بر حق سے ناواقفیت، بے بصیرتی یا خواہش پرستی نہیں تو اور کیا ہے؟

ایک طرف قرآن مجید میں اللہ تعالی کا صاف صاف اعلان ہے:

﴿قُل لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٦٥﴾﴾ النمل: ٦٥ (کہہ دیجئے کہ آسمانوں والوں میں سے اور زمین والوں میں سے سوائے اللہ کے کوئی غیب نہیں جانتا، انھیں تو یہ بھی نہیں معلوم کہ کب اٹھا کھڑے کئے جائیں گے؟)۔

دوسری طرف صحیح بخاری و صحیح مسلم کی حدیث میں عائشہ رضی اللہ عنہا کا واضح فرمان ہے کہ جو شخص یہ گمان رکھتا ہے کہ نبی ﷺ آئندہ کل کو پیش آنے والے حالات کا علم رکھتے ہیں اس نے اللہ پر بہت بڑا بہتان باندھا، اس لئے کہ اللہ تو فرمارہا ہے کہ "آسمان و زمین میں غیب کا علم صرف اللہ کو ہے"۔

تیسری طرف اہل بدعت ہیں جن کا یہ دعویٰ ہے کہ صرف اللہ کے رسول ہی نہیں بلکہ صوفیاء اور اولیاء بھی غیب جانتے ہیں۔ نعوذ باللہ من الضلال۔

دین سے ناواقفیت کی چوتھی شکل یہ ہے کہ دین کے ایک پہلو کو دیکھنا اور دوسرے پہلوؤں کو نظر انداز کر دینا۔ مثال کے طور پر بہت سے دعوت و تبلیغ کا شوق رکھنے والوں نے دعوت و تبلیغ کی اہمیت کے پہلو کو دیکھا اور صحیح علم اور صحیح عقیدہ کی اہمیت کو نظر انداز کر دیا۔

ایسے ہی ان گمراہ نوجوانوں کو دیکھئے جنھوں نے جہاد کے نام پر فساد پھیلا رکھا ہے۔ انھوں نے قرآن کی من مانی تفسیر کی اور حدیثوں کی اپنی خواہش کے مطابق شرح کی۔ انھوں نے قتال کی آیات واحادیث کو دیکھا اور امن و صلح کی آیات واحادیث کو نظر انداز کر دیا۔ انھوں نے اسلامی حکومت قائم کرنے کے نام پر بے گناہوں کے خون بہائے، جان و مال پر ناحق حملے کئے، اور خود اپنے عقیدہ و عمل کی اصلاح نہ کر سکے۔ یہ نوجوان خوارج کے

طریقوں پر چل پڑے۔ مسلمان علماء اور حاکموں پر تہمت تراشی کی۔ مسلمان مردوں، عورتوں اور معصوم بچوں تک کے قتل سے دریغ نہ کیا۔ الغرض تمام روئے زمین کو فتنہ وفساد سے بھر دیا۔ اللہ انھیں ہدایت نصیب فرمائے۔

ایسے ہی صوفیاء اور قبر پرستوں کو لے لیجئے کہ انھوں نے انبیاء اور اولیاء کی تعظیم کے پہلو کو دیکھا لیکن توحید کی حفاظت اور شرک کے راستوں کو بند کرنے کے پہلو کو نظر انداز کر دیا۔ چنانچہ رسول اکرم ﷺ کی تعظیم کے نام پر آپ کی ذات میں وہ وہ غلو کئے کہ الامان والحفیظ۔ آیئے ان کے غلو کے ایک نمونہ دیکھتے ہیں:

ایک صاحب کہتے ہیں:

خالقِ کل نے آپ کو مالکِ کل بنا دیا

دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ واختیار میں

شاعری میں دلیل کی کبھی ضرورت نہیں ہوتی۔ شاعر کے منہ میں جو آئے بک جائے۔ اسی لئے اللہ تعالی فرماتا ہے: ﴿وَالشُّعَرَاءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُونَ

﴿أَلَمۡ تَرَ أَنَّهُمۡ فِي كُلِّ وَادٖ يَهِيمُونَ ﴾ الشعراء: ۲۲۴ ـ ۲۲۵
(شاعروں کی پیروی وہ لوگ کرتے ہیں جو بھکے ہوئے ہوں۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا کہ شاعر ایک ایک بیابان میں سر ٹکراتے پھرتے ہیں)۔

قرآن مجید میں اللہ تعالی نے اپنے نبی کریم ﷺ کو یوں مخاطب کر کے ارشاد فرمایا: ﴿لَيۡسَ لَكَ مِنَ ٱلۡأَمۡرِ شَيۡءٌ﴾ آل عمران: ۱۲۸ (اے پیغمبر! آپ کے اختیار میں کچھ نہیں)

اور شاعر کہتا ہے:

خالقِ کل نے آپ کو مالکِ کل بنادیا
دونوں جہاں ہیں آپ کے قبضہ و اختیار میں

العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔

یہاں ایک مسئلہ وضاحت کے ساتھ سمجھ لینا ضروری ہے کہ اللہ تعالی اور رسول ﷺ کے حقوق کو الگ الگ نہ جاننا گمراہی کا بہت بڑا سبب ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن مجید میں اللہ اور رسول کے مشترکہ حقوق بھی بیان

کئے ہیں اور اللہ نے اپنا خاص حق بھی بیان کیا ہے جس میں رسول ﷺ شریک نہیں ہیں۔ عبادت وہ سب سے بڑا حق ہے جس میں اللہ کا کوئی شریک نہیں ہے۔ ارشاد ہے: ﴿ قُلۡ إِنِّيٓ أُمِرۡتُ أَنۡ أَعۡبُدَ ٱللَّهَ مُخۡلِصٗا لَّهُ ٱلدِّينَ ﴿١١﴾ ﴾ الزمر: ۱۱ (آپ کہہ دیجئے! کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالی کی اس طرح عبادت کروں کہ اسی کے لئے عبادت کو خالص کرلوں)۔

نیز اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ وَمَن يُطِعِ ٱللَّهَ وَرَسُولَهُۥ وَيَخۡشَ ٱللَّهَ وَيَتَّقۡهِ فَأُوْلَٰٓئِكَ هُمُ ٱلۡفَآئِزُونَ ﴿٥٢﴾ ﴾ النور: ۵۲ (جو بھی اللہ تعالی کی، اس کے رسول کی فرماں برداری کریں، خوف الہی رکھیں اور اس کے عذابوں سے ڈرتے رہیں، وہی نجات پانے والے ہیں)۔

اللہ تعالی نے آیت مذکورہ میں واضح کیا کہ اطاعت اللہ اور رسول کا مشترکہ حق ہے لیکن خشیت اور تقوی اللہ کا خاص حق ہے جس میں رسول ﷺ شریک نہیں ہیں۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ فَإِذَا فَرَغۡتَ فَٱنصَبۡ ﴿٧﴾ وَإِلَىٰ رَبِّكَ فَٱرۡغَب ﴿٨﴾ ﴾

الشرح: ۷ ـ ۸ (پس جب تو فارغ ہو تو عبادت میں محنت کر اور اپنے پروردگار ہی کی طرف دل لگا)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ رغبت، لالچ اور دل لگانا عبادت ہے جو صرف اللہ کا حق ہے۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّبِيُّ حَسۡبُكَ ٱللَّهُ وَمَنِ ٱتَّبَعَكَ مِنَ ٱلۡمُؤۡمِنِينَ ﴿٦٤﴾ ﴾ الأنفال: ٦۴ (اے نبی! تجھے اللہ کافی ہے اور ان مومنوں کو جو تیری پیروی کر رہے ہیں)۔

اس آیت میں اللہ نے بتایا کہ کافی ہونا صرف اللہ کا حق ہے۔ نیز ارشاد ہے: ﴿ وَعَلَى ٱللَّهِ فَتَوَكَّلُوٓاْ إِن كُنتُم مُّؤۡمِنِينَ ﴿٢٣﴾ ﴾ المائدہ/۲۳
(اور تم اگر مومن ہو تو تمھیں اللہ ہی پر بھروسہ رکھنا چاہیئے۔)

اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ توکل صرف اللہ کا حق ہے لہذا اگر کوئی یہ کہے کہ مجھے اللہ و رسول پر توکل اور بھروسہ ہے تو اس نے شرک کا ارتکاب کیا۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ إِنَّكَ لَا تَهْدِي مَنْ أَحْبَبْتَ وَلَٰكِنَّ اللَّهَ يَهْدِي مَن يَشَاءُ ۚ وَهُوَ أَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِينَ ﴿٥٦﴾ ﴾ القصص: ٥٦ (آپ جسے چاہیں ہدایت نہیں کر سکتے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی جسے چاہے ہدایت کرتا ہے۔ ہدایت والوں سے وہی خوب آگاہ ہے)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ دلوں میں ہدایت ڈالنا صرف اللہ کا کام ہے، رسول اللہ ﷺ کا کام نہیں ہے۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴿٥﴾ ﴾ الفاتحہ: ٥ (ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد چاہتے ہیں)۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مدد صرف اللہ سے مانگنی چاہئے جس نے غیر اللہ کو مدد کے لئے پکارا اس نے شرک کیا، جس نے یا رسول اللہ مدد پکارا اس نے شرک کیا۔ جس نے یا علی مدد، یا غوث مدد پکارا اس نے شرک کیا۔

غلو کا دوسرا سبب: خواہشات نفس کی پیروی

جو لوگ خواہشات کے پیچھے چلتے ہیں وہ عموما اپنی عقل کو شریعت سے آگے رکھتے ہیں۔ وہ عقلی مثالوں اور دماغی محنتوں سے باتیں بناتے ہیں۔ وہ اپنی عقل کو شریعت کے موافق کرنے کے بجائے شریعت کو اپنی عقل کے موافق بنانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر شریعت ان کی عقل کے موافق رہی تو مان لیتے ہیں ورنہ کسی تاویل یا تحریف کے ذریعہ اسے رد کردیتے ہیں۔ ایسے لوگوں نے جب شریعت کو اس کا حقیقی مقام نہیں دیا اور عقل کو اس کے مقام و مرتبہ سے بلند کردیا تو ہلاکت ان کا مقدر ہوگئی۔

بعض لوگ پست خیال کے ہوتے ہیں۔ وہ اپنے آپ کو کتا یا اس سے بھی حقیر بنانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ ایک صاحب کہتے ہیں: " اے کاش! میں مدینہ شریف کے کسی کتے شریف کے دم شریف کا بال شریف ہوتا"۔

ظاہر بات ہے کہ مذکورہ قول قائل کی خواہش پرستی کا نتیجہ ہے۔ کتا کو اسلام نے نجس قرار دیا ہے اور اس کی نجاست سارے مسلمانوں کو

معلوم ہے۔ کبھی کوئی ہوشمند مسلمان کتا ہونے کی تمنا نہیں کر سکتا۔ اسی لئے صحابہ وتابعین اور ائمہ دین تو بڑی بات ہے تاریخ اسلام کے کسی معتبر عالم دین نے کبھی کتا ہونے کی تمنا نہیں کی۔ چودہویں صدی کے بعض جاہلوں نے ایسی احمقانہ بات کہی ہے۔ اللہ خواہش پرستی سے ہم سب کی حفاظت فرمائے۔

جو لوگ نبی ﷺ کو عرب بغیر عین اور احمد بلا میم کہتے ہیں وہ بھی ان کی خواہش پرستی کا نتیجہ ہے۔

غلو کا تیسرا سبب: غیر معتبر، کمزور اور جھوٹی احادیث پر اعتماد

حقیقت یہ ہے کہ جھوٹی احادیث یوں ہی نہیں پیدا ہو گئیں بلکہ اس کے پیچھے منجملہ دیگر اسباب کے ایک اہم سبب دشمنان اسلام کی چال اور سازش بھی تھی۔ اہل باطل نے اہل اسلام کو صحیح عقیدہ سے منحرف کرنے کے لئے نیز اپنے برخود غلط افکار وعقائد کو دین اسلام کا حصہ بنانے اور اسے عوام میں رواج دینے کے لئے حدیثیں گھڑیں۔ ایسے ہی بعض نادانوں نے دینداری پیدا کرنے کے لئے جھوٹی احادیث کا سہارا لیا۔

سارے مسلمان یہ بات جانتے ہیں کہ جن وانس کو اللہ تعالی نے اپنی عبادت وبندگی کے لئے پیدا فرمایا کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالی کا صاف صاف ارشاد ہے: ﴿ وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ ﴾ الذاریات: ٥٦ (میں نے جنات اور انسانوں کو محض اسی لئے پیدا کیا ہے کہ وہ صرف میری عبادت کریں)۔

نیز زمین وآسمان کی تخلیق کا سبب بھی قرآن کریم میں اللہ نے بیان فرمادیا ہے۔ ارشاد ہے: ﴿ ٱللَّهُ ٱلَّذِى خَلَقَ سَبْعَ سَمَٰوَٰتٍ وَمِنَ ٱلْأَرْضِ مِثْلَهُنَّ يَتَنَزَّلُ ٱلْأَمْرُ بَيْنَهُنَّ لِتَعْلَمُوٓا۟ أَنَّ ٱللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَىْءٍ قَدِيرٌ وَأَنَّ ٱللَّهَ قَدْ أَحَاطَ بِكُلِّ شَىْءٍ عِلْمًۢا ﴿١٢﴾ ﴾ الطلاق: ١٢ (اللہ وہ ہے جس نے سات آسمان بنائے اور اسی کے مثل زمینیں بھی۔ اس کا حکم ان کے درمیان اترتا ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ ہر چیز پر قادر ہے اور اللہ تعالی نے ہر چیز کو باعتبار علم گھیر رکھا ہے)۔

یہ رہیں قرآنی آیات جن سے معلوم ہوتا ہے کہ جن وانس اور آسمان وزمین کی پیدائش کا مقصد اللہ کے علم وقدرت کا اظہار ہے نیز تاکہ

صرف اسی ایک کی عبادت کی جائے۔اب دیکھئے اس کے بر خلاف ایک شخص نے جھوٹی حدیث گھڑی اور دین میں غلو کرنے کا سامان کیا۔ حدیث یوں بیان کی جاتی ہے: لولاک لما خلقت الافلاک (اے اللہ کے نبی اگر آپ نہ ہوتے تو میں آسمانوں کو پیدا نہ کرتا) قرآنی آیت کے مقابلہ میں یہ جھوٹی حدیث پیش کر کے بعض لوگ نبی ﷺ کی ذات میں غلو کرتے ہوئے آپ کو صاحب لولاک کا خطاب دیتے ہیں۔ علامہ اقبال نے اپنے ایک شعر میں کہا ہے:

نبض ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے
خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے

دیکھئے کس طرح ایک جھوٹی حدیث کی بنا پر لوگ تخلیق افلاک کے صحیح سبب سے منحرف ہو گئے۔

آیئے جھوٹی اور باطل حدیث کے ذریعہ گمراہ ہونے کا ایک اور نمونہ دیکھتے ہیں۔

ایک جھوٹی، بے بنیاد اور بے اصل حدیث ہے: كنت نبيا وآدم بين الماء والطين (میں اس وقت نبی تھا جب آدم پانی اور مٹی کے درمیان تھے) اس جھوٹی حدیث کو دلیل بناکر گمراہ صوفی ابن عربی نے حقیقت محمدیہ کی اصطلاح بنائی، اور کہا کہ محمد ﷺ کی پیدائش اگرچہ بعد میں ہوئی لیکن حقیقت محمدیہ کا وجود سب سے پہلے تھا۔

ظاہر ہے کہ جب یہ حدیث ہی سرے سے باطل ہے تو اس کی بنیاد پر بنائی ہوئی عمارت خود بخود زمیں بوس ہو جاتی ہے، اور حقیقت محمدیہ کا پورا نظریہ باطل قرار پاتا ہے۔ صحیح حدیث اس طرح ہے: عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رضي الله عنه قَالَ: قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ! مَتَى وَجَبَتْ لَكَ النُّبُوَّةُ؟ قَالَ: «وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوحِ وَالْجَسَدِ». قَالَ أَبُو عِيسَى: هَذَا حَدِيثٌ حَسَنٌ صَحِيحٌ غَرِيبٌ۔ (ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ صحابہ نے دریافت کیا: اے اللہ کے رسول ﷺ! آپ کی نبوت کب ثابت ہوئی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: «جب آدم جسم وروح کے درمیان تھے»۔ اسے امام ترمذی نے روایت کیا

ہے اور صحیح قرار دیا ہے۔

یہی حدیث مسند احمد اور مستدرک حاکم میں میسرہ الفجر نامی صحابی سے آئی ہے اور اس میں سوال کا لفظ اس طرح ہے: متی کنت نبیا؟ (آپ کب نبی تھے؟) اور دوسرا لفظ ہے: متی کتبت نبیا؟(آپ کو کب نبی لکھا گیا؟)

اس حدیث سے یہ سمجھ لینا کہ آپ ﷺ کی ذات ولادت آدم سے پہلے ہی موجود تھی یا آپ اسی وقت نبی بنا دیئے گئے نری جہالت ہے۔ کیونکہ آپ ﷺ کو چالیس برس کی عمر میں نبی بنایا گیا۔ البتہ نوشتۂ تقدیر میں آپ کی نبوت لکھی ہوئی تھی۔ چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ نَحۡنُ نَقُصُّ عَلَيۡكَ أَحۡسَنَ ٱلۡقَصَصِ بِمَآ أَوۡحَيۡنَآ إِلَيۡكَ هَٰذَا ٱلۡقُرۡءَانَ وَإِن كُنتَ مِن قَبۡلِهِۦ لَمِنَ ٱلۡغَٰفِلِينَ ٣ ﴾ یوسف: ۳ (ہم آپ کے سامنے بہترین بیان پیش کرتے ہیں، اس وجہ سے کہ ہم نے آپ کی جانب یہ قرآن وحی کے ذریعہ نازل کیا ہے اور یقینا آپ اس سے پہلے بے خبروں میں سے تھے)۔

نیز ارشاد ہے: ﴿ وَكَذَٰلِكَ أَوْحَيْنَآ إِلَيْكَ رُوحًا مِّنْ أَمْرِنَا ۚ مَا كُنتَ تَدْرِى مَا ٱلْكِتَٰبُ وَلَا ٱلْإِيمَٰنُ وَلَٰكِن جَعَلْنَٰهُ نُورًا نَّهْدِى بِهِۦ مَن نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ۚ وَإِنَّكَ لَتَهْدِىٓ إِلَىٰ صِرَٰطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴾ الشوری: ۵۲ (اور اسی طرح ہم نے آپ کی طرف اپنے حکم سے روح کو اتارا ہے، آپ اس سے پہلے یہ بھی نہیں جانتے تھے کہ کتاب اور ایمان کیا چیز ہے؟ لیکن ہم نے اسے نور بنایا، اس کے ذریعہ سے اپنے بندوں میں سے جسے چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں، بے شک آپ راہ راست کی رہنمائی کر رہے ہیں)۔

آپ دیکھ رہے ہیں کہ قرآن کریم میں بڑی وضاحت کے ساتھ یہ بات دہرائی گئی ہے کہ قرآن نازل ہونے سے پہلے آپ ﷺ کو کچھ معلوم نہیں تھا۔ اور یہ بات ہر خاص وعام مسلمان کو معلوم ہے کہ آپ پر چالیس برس کی عمر میں قرآن نازل ہوا۔ اور چالیس برس کی عمر میں آپ کو نبی بنایا گیا۔

منک و الیک یا محمد کی جھوٹی کہانی بھی کسی دشمن

اسلام نے مسلمانوں کو گمراہ کرنے کے لئے گڑھی ہے۔

وہ کہانی یہ ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک بار جبریل علیہ السلام چند آیات لے کر نازل ہوئے۔ ابھی محمد ﷺ کو ان آیات کی وحی نہیں کی تھی لیکن اس سے پہلے ہی آپ کو ان آیات کی تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ پوچھا ابھی تو میں نے وحی نہیں کی ہے آپ ابھی سے ان آیات کی تلاوت کیسے کر رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: جبریل! جب تمھیں وحی کی جاتی ہے تو کبھی پردہ اٹھا کے دیکھا کہ وحی کرنے والا کون ہے؟ جبریل گئے پردہ اٹھا کے دیکھا تو محمد ﷺ نظر آئے۔ تعجب سے چیخ پڑے منک والیک یا محمد۔ یہ کہانی بھی گمراہ صوفی ابن عربی نے گڑھی ہے اور کبریت احمر نامی کتاب میں لکھا ہے۔

اگر آپ نبی ﷺ کی سیرت پڑھیں گے تو آپ کو معلوم ہو گا کہ آپ ﷺ کی زندگی میں کتنی بار ایسا ہوا ہے کہ آپ وحی کے انتظار میں رہے اور جب تک وحی نہیں آئی آپ نے اپنے طور پر کوئی بات نہیں کہی۔ نیز آپ غور کریں۔ اس کہانی کا مفاد یہ ہے کہ قرآن اللہ کی طرف سے نہیں بلکہ

خود محمد ﷺ کی طرف سے تھا۔ یہی وہ بات ہے جو کفار مکہ کہا کرتے تھے۔ اور نبی ﷺ فرماتے تھے کہ قرآن پورا بنانا تو دور کی بات ہے میں اس میں معمولی ردوبدل بھی نہیں کرسکتا۔ چنانچہ ارشاد ہے: ﴿وَإِذَا تُتۡلَىٰ عَلَيۡهِمۡ ءَايَاتُنَا بَيِّنَٰتٖ قَالَ ٱلَّذِينَ لَا يَرۡجُونَ لِقَآءَنَا ٱئۡتِ بِقُرۡءَانٍ غَيۡرِ هَٰذَآ أَوۡ بَدِّلۡهُۚ قُلۡ مَا يَكُونُ لِيٓ أَنۡ أُبَدِّلَهُۥ مِن تِلۡقَآيِٕ نَفۡسِيٓۖ إِنۡ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰٓ إِلَيَّۖ إِنِّيٓ أَخَافُ إِنۡ عَصَيۡتُ رَبِّي عَذَابَ يَوۡمٍ عَظِيمٖ ۝١٥ قُل لَّوۡ شَآءَ ٱللَّهُ مَا تَلَوۡتُهُۥ عَلَيۡكُمۡ وَلَآ أَدۡرَىٰكُم بِهِۦۖ فَقَدۡ لَبِثۡتُ فِيكُمۡ عُمُرٗا مِّن قَبۡلِهِۦٓۚ أَفَلَا تَعۡقِلُونَ ۝١٦ فَمَنۡ أَظۡلَمُ مِمَّنِ ٱفۡتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا أَوۡ كَذَّبَ بِـَٔايَٰتِهِۦٓۚ إِنَّهُۥ لَا يُفۡلِحُ ٱلۡمُجۡرِمُونَ ۝١٧﴾ یونس: ۱۵ — ۱۷ (اور جب ان کے سامنے ہماری آیتیں پڑھی جاتی ہیں جو بالکل صاف صاف ہیں تو یہ لوگ جن کو ہمارے پاس آنے کی امید نہیں ہے یوں کہتے ہیں کہ اس کے سوا کوئی دوسرا قرآن لایئے یا اس میں کچھ ترمیم کردیجئے۔ آپ یوں کہہ دیجئے کہ مجھے یہ حق نہیں کہ میں اپنی طرف سے اس میں ترمیم کردوں بس میں تو اسی کا اتباع کروں گا جو میرے پاس وحی کے

ذریعہ سے پہنچا ہے، اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں تو میں ایک بڑے دن کے عذاب کا اندیشہ رکھتا ہوں۔ آپ یوں کہہ دیجئے کہ اللہ کو منظور ہوتا تو نہ تو میں تم کو وہ پڑھ کر سناتا اور نہ اللہ تعالی تم کو اس کی اطلاع دیتا، کیونکہ میں اس سے پہلے تو ایک بڑے حصہ عمر تک تم میں رہ چکا ہوں۔ پھر کیا تم عقل نہیں رکھتے۔ سو اس شخص سے زیادہ کون ظالم ہوگا جو اللہ پر جھوٹ باندھے یا اس کی آیتوں کو جھوٹا بتلائے، یقیناً ایسے مجرموں کو اصلا فلاح نہ ہو گی)۔

غلو سے بچنے کے وسائل

آخر میں غلو سے بچنے کے چند وسائل کا ذکر مناسب ہے تاکہ ہم ان وسائل کو اختیار کر کے غلو سے اپنے آپ کو اور دوسروں کو بچا سکیں۔

ا۔ اللہ سے دعا:

ہمیں ہمیشہ اللہ سے دعا کرتے رہنا چاہیئے:

﴿ ٱهْدِنَا ٱلصِّرَٰطَ ٱلْمُسْتَقِيمَ ۝٦ صِرَٰطَ ٱلَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ ٱلْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا ٱلضَّآلِّينَ ۝٧ ﴾ الفاتحۃ: ٦ ـــ ٧

(ہمیں سیدھی (اور سچی) راہ دکھا۔ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے انعام کیا ان کی نہیں جن پر غضب کیا گیا اور نہ گمراہوں کی)۔

صراط مستقیم اہل غلو اور اہل تقصیر کے درمیان کا راستہ ہے۔اس راستہ کی ہدایت نبی ﷺ بھی اللہ سے مانگا کرتے تھے جیسا کہ صحیح مسلم کی روایت ہے۔

عن أَبي سَلَمَةَ بْن عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ عَوْفٍ قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ أُمَّ الْمُؤْمِنِينَ، بِأَيِّ شَيْءٍ كَانَ نَبِيُّ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَفْتَتِحُ صَلَاتَهُ إِذَا قَامَ مِنْ اللَّيْلِ؟ قَالَتْ: كَانَ إِذَا قَامَ مِنْ اللَّيْلِ افْتَتَحَ صَلَاتَهُ: «**اللَّهُمَّ رَبَّ جَبْرَائِيلَ وَمِيكَائِيلَ وَإِسْرَافِيلَ، فَاطِرَ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ، عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ، أَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيمَا كَانُوا فِيهِ يَخْتَلِفُونَ، اهْدِنِي لِمَا اخْتُلِفَ فِيهِ مِنْ الْحَقِّ بِإِذْنِكَ، إِنَّكَ تَهْدِي مَنْ تَشَاءُ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ**.» (صحيح مسلم)

عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کے بیٹے ابو سلمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ام المومنین عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی رات کی صلاہ کس چیز سے شروع کیا کرتے تھے تو آپ نے فرمایا: جب آپ رات کو اٹھتے تو اس دعا سے اپنی صلاہ شروع کرتے۔ «اے جبرائیل ومیکائیل اور اسرافیل کے رب، آسمان وزمین کے پیدا کرنے والے، غائب وحاضر کے جاننے والے! اپنے بندوں کے اختلافی معاملات میں تو فیصلے کرتا ہے۔ تو

اختلافی معاملہ میں اپنے حکم سے حق کی طرف میری رہنمائی کر۔ یقیناً تو جسے چاہتا ہے اسے صراط مستقیم کی رہنمائی فرماتا ہے۔

۲۔ اہل علم سے سوال:

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿فَسْـَٔلُوٓاْ أَهْلَ ٱلذِّكْرِ إِن كُنتُمْ لَا تَعْلَمُونَ ﴿٤٣﴾﴾ النحل: ۴۳ (پس اگر تم نہیں جانتے تو اہل علم سے دریافت کر لو)۔

نیز نبی ﷺ کا ارشاد ہے: «ألا سألوا إذا لم يعلموا، فإنما شفاء العي السؤال». (رواه أبو داود وصححه الألباني) «جب انھیں نہیں معلوم تھا تو پوچھا کیوں نہیں، جہالت کا علاج سوال کرنے میں ہے»۔

۳۔ پابندئ شریعت:

ہمیشہ شریعت کے دائرہ میں رہنا اور کبھی اس کے متعین کردہ حدود سے باہر نہ نکلنا بھی غلو سے بچنے کا ایک اہم وسیلہ ہے۔ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿تِلْكَ حُدُودُ ٱللَّهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا ۚ وَمَن يَتَعَدَّ حُدُودَ ٱللَّهِ فَأُوْلَـٰٓئِكَ هُمُ ٱلظَّـٰلِمُونَ﴾

البقرۃ: ۲۲۹ (یہ اللہ کی حدود ہیں خبر دار ان سے آگے نہ بڑھنا اور جو لوگ اللہ کی حدوں سے تجاوز کر جائیں وہ ظالم ہیں)۔

۴۔استقامت اختیار کرنا:

اللہ تعالی کا ارشاد ہے: ﴿ فَٱسۡتَقِمۡ كَمَآ أُمِرۡتَ وَمَن تَابَ مَعَكَ وَلَا تَطۡغَوۡاْۚ إِنَّهُۥ بِمَا تَعۡمَلُونَ بَصِيرٞ ﴾ ہود: ۱۱۲ (پس آپ جمے رہئے جیسا کہ آپ کو حکم دیا گیا ہے اور وہ لوگ بھی جو آپ کے ساتھ توبہ کر چکے ہیں، خبر دار تم حد سے نہ بڑھنا، اللہ تمھارے اعمال کا دیکھنے والا ہے)۔

۵۔غلو کی ممانعت کو یاد رکھنا:

غلو کی ممانعت کو یاد رکھنا اور اس کے خطرات ونقصانات کی معلومات رکھتے ہوئے ان سے آگاہ رہنا۔

ان باتوں کی تفصیل نہایت وضاحت کے ساتھ بیان کی جاچکی ہے۔

وآخر دعوانا ان الحمد لله رب العالمين